سائنس کے مبادی و معطیات سے اچھی طرح روشناس ہوسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ طلبہ سوشل سائنسز (SOCIAL SCIENCES) سے واقف ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ معاشرہ کیا ہے۔ اس کے عناصرِ ترکیبی کون کون ہیں۔ یہ کس طرح معرضِ ظہور میں آتا ہے اور وہ کون داخلی و خارجی عوامل ہیں جو اس پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ سیاسیات کیا اور اقتصادیات کے دائرہ میں کون کون مدرسہ ہائے فکر کا شمار ہوتا ہے اور یہ کہ ان میں کیا صحیح ہے اور کیا صحیح نہیں۔ یہی دو طریق ہیں جن کو آزمانے سے ہم ماضی و حال میں جو فاصلہ ہے اس کو کم کر سکتے ہیں

لیکن یہ اس وقت ہو سکے گا جب ہم درسِ نظامی کے ہفتخواں اور طویل و عریض نظامِ تعلیم پر نظرِ ثانی کریں اور غیر ضروری عناصر کو اس درجہ کم کر دیں کہ جدید مضامین کے لیے گنجائش نکل سکے۔

(محمد حنیف ندوی)

جامعہ اسلامیہ بہاول پور کے وائس چانسلر مولانا سید ابو بکر غزنوی کی وفات سے تعلیمی حلقوں میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ وہ مولانا سید داؤد غزنوی کے فرزند ارجمند تھے اور ایک اونچے خاندان کے سنجھے ہوئے فرد تھے۔

سید ابو بکر غزنوی بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک تھے۔ نامور عالم دین، ماہر تعلیم بہترین استاد، اچھے مقرر، جدید سے باخبر، قدیم سے آگاہ اور روشن خیال انسان تھے۔ وہ بڑی محنت سے اپنے تدریسی فرائض سرانجام دیتے تھے اور طلبہ ان کے اندازِ تعلیم سے بہت متاثر تھے۔ طلبا میں علمی روح کے ساتھ ساتھ وہ ایک خاص اسلوب سے نیکی و صالحیت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے اور نوجوان ذہن ان سے اثر پذیر ہوتے تھے۔ انھوں نے اپنی علمی و تدریسی زندگی کا آغاز اسلامیہ کالج لاہور کی لیکچرر شپ سے کیا۔ پھر انجینئرنگ یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے استاد اور بعد ازاں اسی شعبہ کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں ان کی گوناگوں صلاحیتوں کی بنا پر انھیں جامعہ اسلامیہ بہاول پور کا وائس چانسلر بنا دیا گیا۔

اس جامعہ کے یہ پہلے وائس چانسلر تھے۔ نہایت مختصر مدت میں اس ادارے کو انھوں نے ملک کے اونچے تعلیمی اداروں کی سطح پر پہنچا دیا تھا۔ اس میں علم حدیث کا ایک خاص شعبہ قائم کیا اور اب وہ دینی و اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ دیگر سائنسی علوم کے شعبے بھی قائم کرنا چاہتے تھے۔ افسوس ہے زندگی نے ان کو مہلت نہ دی اور وہ اپنے ان منصوبوں کو جو اُن کے نقطۂ نظر سے اس یونیورسٹی کی شان کو دوبالا کرنے کا باعث تھے، عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

تبلیغ اسلام کا داعیہ اللہ نے ان کو خاص طور سے ودیعت کیا تھا۔ وہ عام جلسوں میں شامل ہونے کے عادی نہ تھے۔ لیکن جہاں ضرورت سمجھتے، تبلیغی مقاصد کے لیے ضرور جاتے اور وہاں ایک اثر چھوڑ کر آتے۔ اسی جذبے کے تحت وہ لندن کی بین الاقوامی اسلامی کانفرنس میں سرکاری وفد کے رکن کی حیثیت سے گئے تھے اور موٹر کے حادثے میں وفات پا گئے۔ ابھی ان کے سفرِ حیات کی تیز رفتار گاڑی نے پچاس منزلیں بھی طے نہ کیں تھیں کہ یکایک رک گئی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی میت لاہور لائی گئی اور ہزارہا سوگواروں کی موجودگی میں ۲۸ اپریل کو انھیں اپنے عظیم باپ مولانا سید داؤد غزنوی کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا —— انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ابوبکر غزنوی کو ادارہ ثقافتِ اسلامیہ سے بہت دلچسپی تھی اور وہ اس کے تصنیفی و تحقیقی کارناموں کی تحسین کرتے تھے۔ ارکان ادارہ نے اپنے ایک اجلاس میں ان کی وفات پر گہرے حزن و ملال کا اظہار کیا اور ایک تعزیتی قرارداد منظور کی، جس میں ان کی علمی خدمات کو سراہا گیا اور ان کے پس ماندگان سے اظہارِ افسوس کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔

(محمد اسحاق بھٹی)